Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم

عند ذکر الاولیاء تنزل الرحمة

لله الحمد

کتاب لاجواب معدن فضائل و مخزن کمالات مفاتیح الاعجاز

شرح گلشن راز

مترجمہ عارف کامل واصل سرحلقہ اہل دل مولانا و بالفضل اولانا
مولوی حاجی محمد عبد العزیز صاحب قادری شافعی خلیفہ شیخ حضرت
سید شاہ عمر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

سنہ ۱۳۲۳ھ

در مطبع نظامی واقع بازار عیسی میاں طبع شد

1952

CHECKED. 1951

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الحميد المحمود والصلوة والبركات والسلام على

حبيبه سيدنا وشفيعنا محمد صاحب المقام المحمود معدن الكرم ومنبع الجود

وعلى اخوانه من الانبياء والمرسلين وآله واصحابه وازواجه امهات المؤمنين

وعلى اهل البيت الطاهرين خصوصا على ولده سيد الشهداء سيدنا الحسين

واخيه وابيه وامه وبنيه وسائر الائمة المهديين وعلى محبوب سبحانى

رب العلمين غوث الثقلين الشيخ عبد القادر الجيلانى وعلى

جميع الصديقين والشهداء والاولياء والصلحين امين امين

اما بعد فقیر حقیر پر تقصیر بندہ ناچیز معترف از شعور و تمیز
محمد عبد العزیز قادری (ابن المرحوم المغفور غلام محمد) شافعی کان اللہ لہ
واحسن احوالہ و عاقبتہ مرید و خلیفہ عارف کامل واصل حق حضرت سید شاہ
محمد عمر الحسینی القادری الچشتی النقشبندی الرفاعی الحنبلی الحیدرآبادی
قدس اللہ سرہ العزیز عرض پرداز ہے کہ غواص بحر معرفت و محبت
واقف رموز سلوک طریقت نجم الملۃ والدین سعد الدین محمود
شبستری التبریزی قدس سرہ نے سن (۷۱۷) سات سو سترہ ہجری
بجواب سوالات حقائق آگاہ معارف دستگاہ امیر سید حسینی الخراسانی
مرید و خلیفہ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی (کہ خلیفہ حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے تھے) ایک
مختصر رسالہ منظومہ مسمی بہ شرح گلشن راز زبان فارسی میں تصنیف فرمایا
جس کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ اس میں کس خوبی سے ارباب
ذوق کے لئے حقائق و نکات بیان کئے گئے ہیں کہ وقت مطالعہ
دیدہ نمناک اور دل زنگ آلود پاک و صاف ہوجاتا ہے۔ آہ
سرد پر درد نکلتی ہے۔ فقیر سے ایک دوست سراسر مغز بے پوست۔
سالک طریق وحدت و ساکن مقام محبت نے فرمائش کی اور اصرار
بے شمار فرمایا کہ تو شرح گلشن راز کا ترجمہ بزبان اردو کر دے۔ لیکن
فقیر بسبب اپنی قلت بضاعت کے جو بقدر اس امر مہتم بالشان
و اظہار اسرار غامضہ میں اقدام کرنے سے تامل کرتا تھا اسی قدر

استبداد و اصرار دوست صمیمی بڑھتا جاتا تھا۔ بالآخر استجازہ و استخارہ پر مجبور ہوا ملہم الصواب سے اجازت بابشارت ہوئی تخلف ناممکن تھا۔ بازدیاد مضامین متعلقہ ترجمہ لکھنا شروع کیا جسطرح کہ صفحہ (۵۷) سطر (۱۱) عزیۃ الآخرۃ مطبوعہ قاسم پریس مورخہ ۵ ار شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ اور صفحہ (۱۴) سطر (۷) لمعات عرفت میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ مذکورہ کو پیر جوان مرشد کامل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت پسند اور جلد تکمیل کرنے کیلئے امر فرمایا تھا۔ بوجہ عدیم الفرصتی از کثرت کارہائے سرکاری و علالت پر طلالت مزاج یا یوں سمجھنا چاہئے کہ فقیر کے تقدیر میں اسیقدر حصہ لکھا تھا صرف (۱۸۶) ابیات کی شرح و ترجمہ سے زاید نہیں لکھی گئی تھی کہ دفعتہ رہبر طریقت کا وصال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ فقیر کے دل و دماغ پر وہ صدمہ پہونچا ہے کہ الامان۔ افسوس ہے کہ اب فقیر کا دماغ تکمیل ترجمہ کے بارگراں کا متحمل نرہا۔ اور طبیعت یہ بھی نہیں چاہتی کہ یہ گنجینۂ اسرار یوں ہی بیکار و کرم خوردہ ہو جائے لہذا بموجب وعدہ مندرجہ صفحہ (۱۴۹) و (۱۵۰) مقالات الطریقت مطبوعہ ۶ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ ابیات کا ترجمہ مع مضامین شرحیہ پیش کش ارباب بصیرت ہے اور باقی ابیات بجنسہ (اس خیال سے کہ اصل رسالہ منظومہ کی اشاعت ہو اور اس امید سے کہ شاید کوئی بندۂ خدا اس کی تکمیل و تشہیر فرمادے) درج ذیل ہیا۔

اہل فقر کی غرض وغایت یہی ہوتی ہے کہ بقدر اپنی
استعداد کے احوال ومکاشفات سے اس طایفہ کے طالبان راہ
علیہ محظوظ ہوں۔ جو کچھ انھوں نے سنا ہے عین بصیرت سے مشاہدہ
کرلیں کیفیت وجدانی کو تعلیم وتعلم سے پانا ممکن نہیں۔ ع

کس لذت ایں بادہ چہ داند کہ نخوردہ است۔

التجا برادر مرید کرم نظم ونثر مضمون مندرجہ نسخۂ ہذا کو بجز حضرات
ذوالفہم واہل علم باطن کے کہ سواد وبے استعداد بلا استمداد شیخ کامل کے
مطالعہ نکریں ورنہ بجائے نفع کثیر کے نقصان عظیم متصور ہے۔
اے وحدۃ الوجود کے منکر ونصیحت مشفقانہ میں تمیز حاصل کرو کہ
مسئلہ وحدۃ الوجود برحق ومسائل دینیہ میں اہم مسئلہ ہے جس کا
ادراک اس کے ثبوت سے قاصر ہے اس لیے چاہیے کہ ما سمعنا بہذا
فی الملۃ الآخرۃ۔ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ نہیں سنی ہم نے یہ
بات پچھلے دین میں تحقیق یہ ایک چیز ہے تعجب کی نہ کہیں
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔ اور
آئی بیہوشی موت کی سات حق کے یہ ہے وہ چیز کہ تھا تو اس سے
مرجانا۔ معلوم ہو جائیگا۔ مَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ
جسکو جس علم سے کچھ بہرہ نہیں ہوتا ہے وہ اس کا منکر ہو جاتا ہے
لغو بکتا ہے۔ جس طرح علم حکمت وغیرہ کے باوجود نادانستگی قائل
ہیں علم حقایق ومعارف کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔ اگر یہ مسئلہ

وحدۃ الوجود سمجھ میں نہ آئے تو شرعی طور سے اسقدر اعتقاد
رکھے کہ یہ تمام عالم حادث ومصنوع ہے اور خداوند عالم قدیم
وصانع ہے۔ اس حادث کو اس قدیم سے کسطرح کا رابطہ
ہے اور صانع ومصنوع میں کسطرح علاقۂ عینیت ہے یا غیریت
محض ہے اس سے ساکت رہے۔ جبتک شیخ کامل سے ملاقات ہو
اور وہ تیرے شکوک کو رفع کرکے اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھائے گا
تقرب الٰہی بڑھتا جائے گا۔ ورنہ کچا صوفی پکا ملحد بنجائیگا ظاہر شرع
بھی ہاتھ سے جاتی رہے گی لہذا اس نہایت بعوض صریح انکا یہ
صرف اسقدر رکہنا اور یقین کرنا کافی ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ نے خدا تعالیٰ
کے نزدیک سے لائے ہیں ان تمام امور پر میں ایمان لایا ہوں
وبس۔ واللہ الموفق بالخیر۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

معذرت۔ فقیر حقیر اہل زبان نہیں ہے ناظرین
سے استدعا ہے کہ طرز بیان سے قطع نظر فرما کر عفو کی بہاری نظر
ڈالیں اور اصل مضامین پر غور کافی فرمائیں کہ چشم گریاں سینہ
بریاں دل سوزاں ہوجاتا ہے

کسانیکہ یزداں پرستی کنند (ط) بہ آواز دولاب مستی کنند

شکریہ۔ باخدا کرم فرماں برادر طریقتی مولوی محمد علی صاحب
قادری علم دوست وعالم معتمد سمستان جٹ پول کو خدا تعالے
نے دنیا میں پریشانی نہ دی اور اسباب جمعیت کو آمادہ فرمایا

اور پھر دین کے طرف متوجہ اور اس کا ہمدرد بنایا یہ اس کا
انعام و احسان ہے بتدریج بہ سبیل رقم اس کے طبع میں حصہ
لینا اور معاون ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء
قدر علم عالم بداند وقدر جوہر جوہری۔ ۵

سعد۔ از زبان بلبل تاریخ آں شنیدہ
فصل بہار آمد بہ گلشن از
۳ ۲ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ حاجی غلام محمد صاحب شوق قادری ابو العلائی

عبد العزیز عزیز جہاں صاحب مذاق
ہم خادم و خلیفہ سید شاہ عمر
صد آفریں بہ جان عزیز وزرلن
بخشد خدا اجر بطفیل پیامبر
منظوم شرح گلشن راز یست فارسی
در نثر اردو ترجمہ او کرد خوبتر
واللہ عجیب نسخۂ تازہ کن دماغ
باشد زبہر ذوق فزا اصحاب ہنر
بافرط شادمانی وجوش مذاق شوق
تاریخ طبع از سرجاں گفت مختصر
۱۳۳۲ھ

ازطبع زاد مولوی عبدالعزیز صاحب مہاجر

بیا بیا و دریں گلستاں تفرج کن۔
نوائے بلبلِ شیدا شنو تفرج کن
زچشمہ ہائے دل آویزاں تمتع گیر
ز قطرہ بحر شو و زود تر تموج کن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام آنکہ جان را فکرت آموخت

چراغ دل ز نور جاں برافروخت

اس کے نام سے شروع کرتا ہوں جس نے جان کو فکر سکھلائی چراغِ دل کو نورِ جان سے روشن کیا۔

اصحاب ظاہر و اہل باطن ان دونوں کے پاس فکر معتبر ہے۔ کیونکہ فکر حقیقت میں سیر معنوی ہے۔ ظاہر سے باطن کی طرف۔ اور صورت سے معنی کی جانب۔ لیکن اصحاب ظاہر معرفت الٰہی کو نظر و استدلال سے حاصل کرتے ہیں۔ اور ارباب باطن کشف سے۔ اسی لئے فکر کی تعریف کی

اور جبکہ انسانیت انسان کی دل کے سبب ہے۔ کیونکہ دل تفصیل علم و کمالات روح کا محل ہے۔ اور تقلب ظہورات الٰہی بسبب شیونات ذاتی کے جو ہوتے ہیں اس کا مظہر ہے۔ اس لئے اوس کا نام قلب ہوا دوسرے مصرع میں اسی وجہ سے اس کا ذکر فرمایا اور دل۔ روح اور نفس کے درمیان ہیں واسطہ ہے روح سے مستفیض اور نفس پر مفیض ہے اسی لئے کہا چراغ دل۔ الخ۔ اور دل کو چراغ سے اس لئے منسوب کیا کہ جیسے اندھیرے میں ادراک اشیا بواسطہ نور چراغ ہوتا ہے۔ اسی طرح رویت جمال وحدت حقیقی تاریکی کثرت میں بجز صفائی دل حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۵

جام جہاں نما دل انسان کامل است
مرآۃ حق نما بحقیقت ہمیں دل ست
دل مخزن خزاین سر الٰہی ست
مقصود ہر دو کون دل جو کہ حاصل ست

اور نور کو جان سے اس لئے نسبت دی کہ بسبب صفائی تجرد کے مجلا اور کدورات خلق سے مبرا ہے۔ اور عقل۔ و روح و سر و خفی و نفس ناطقہ و قلب یک حقیقت ہیں کہ مراتب میں بحسب ضرورت بواسطہ اختلاف صفات کے یہ مختلف نام پیدا ہوئے۔ اور ہر نام باعتبار صفت خاص کے ہے چنانچہ عقل اس حیثیت سے کہتے ہیں

کہ تعقل اپنی ذات وموجودات کا کرتی ہے۔ اور اشیا کو
جانتی ہے۔ اور جان فارسی لفظ روح کے معنی ہیں ہے۔ اور
روح اس لئے نام ہوا کہ اپنی ذات سے زندہ ہے۔ اور غیر کو
زندہ کرنے والی ہے۔ اور ستر اس لئے نام ہوا کہ اہل دل کے
سوائے کوئی ادراک نہیں کر سکتا۔ اور خفی کی وجہ تسمیہ
یہ ہے کہ عرفا وغیرہم پر بھی اس کی حقیقت مخفی ہے۔ اور نفس ناطقہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہی مدرک کلیات ہے۔ اور قلب اس
جہت سے نام ہوا کہ شیونات الٰہی کا مظہر ہے اور ہر لحظہ اوس
سے دوسرا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک صفت سے دوسرے
صفت کے طرف منقلب ہوتا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ
منقلب ہے درمیان میں اون دو وجہوں کے کہ ایک حق کے
جانب۔ اور دوسری خلق کے جانب ہے اور حق سے مستفیض
اور خلق پر مفیض ہے۔ چونکہ نشاء انسان کامل اول الفکر و آخر العمل
ہے اسی لئے منعم کی اوس نعمت کا ذکر سب سے پہلے فرمایا کہ جو
مخصوص انسانی ہے۔ پھر اوس نعمت کا ذکر فرمایا جو عالم و آدم کو
شامل ہے۔ تا خصوصیت آدم اور اوس کا تقدم ذاتی جو عالم پر ہے
معلوم ہوجائے چنانچہ فرمایا۔ ؎

زفضلش ہر دو عالم گشت روشن
زفیضش خاک آدم گشت گلشن

تجلی ظہوری دو قسم پر ہے۔ ایک عام دوسری خاص۔ عام کو تجلی رحمانی کہتے ہیں کہ افاضہ وجود ساتھ تمامی کمالات کے کل موجودات پر کرتی ہے۔ اور اس تجلی میں تمام موجودات برابر ہیں۔ مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُت۔ وَرَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ میں اس کے جانب اشارہ ہے۔ اور اس تجلی کو رحمت امتنانی کہتے ہیں۔ کیونکہ محض احسان وعنایت سے بغیر سابقہ عملی کے عام طور پر افاضہ اس رحمت کا فرمایا ہے۔ اور فیضے یہی تجلی مراد ہے۔ اور یہ دو عالم سے مراد غیب وشہادت اور دنیا وعقبیٰ ہے۔ اور اسی تجلی نے انہیں روشن کیا ہے۔ ۵

ہست بود ہر ذوات را شامل	ناقص وزشت وبہ وکامل
کافر وکفر ومومن وایمان	ہمہ را اندرو رسانیدن آن

دوسری تجلی کو جو خاص ہے تجلی جذبی کہتے ہیں اس لئے کہ فیضان کمالات معنویہ مومنوں۔ اور صدیقوں اور اولیاء پر کرتی ہے۔ مثل معرفت وتوحید ورضا وتسلیم وتوکل وعبادت اوامر واجتناب از نواہی۔ اور اسی تجلی کو فیض سے تعبیر فرمایا۔ اس تجلی میں کافر مومن سے اور عاصی مطیع سے اور ناقص کامل سے ممتاز ہوا ہے۔ اور یہ فیض خاص ہے جس نے کہ طینت انسانی کو گلشن بنایا۔ اور ہزارہا پھول رنگارنگ معارف وتعینات کے اوس گلشن میں کھلائے اور چونکہ اظہار کمال ذاتی

اور اسمائی ساتھ قدرت قدیمہ اور ارادت مریدکامل ارادت کے واقع ہے اس لئے فرمایا ۔

توانائی کہ در یک طرفۃ العین
زکاف و نون پدید آورد کونین

یعنے ایسا قادر کہ ایک نظر اجمالی سے جو مراد اقتضائے ذاتی ہے بجہت ظہور و اظہار کو کاف و نون سے کہ صورت امر و کلیہ کی ہے ظاہر فرمایا ۔ کونین یعنے اعیان ثابتہ تمام موجودات کے خواہ غیب ہوں یا شہادت (کہ ان اعیان کو صور علمیہ حق کہتے ہیں) ساتھ تجلی دوم کے کہ تجلی واحدیت و الوہیت ہے تفصیل پاکر ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے ۔ اور یہ مرتبہ تنزل مرتبہ احدیت ۔ ذات سے مرتبہ اسما و صفات کے طرف ہے ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذات احدیت نے جب اقتضا تعین اول کا کیا کہ برزخ جامع درمیان وجوب و امکان کے ہے احدیت باعتبار شیون اسمار کے واحدیت و الوہیت ہوئی ۔ اور اسی تعین اول کو عقل کل ۔ قلم ۔ روح اعظم ۔ ام الکتاب حقیقت محمدی کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ اور ان اسما کی کثرت باعتبار اختلاف صفات ہے اور اعیان جمیع اشیا عالم غیب وشہادت کے کہ جسے کونین کہا ہے ۔ صورت میں اس تعین اول کے بطور امتیاز کے علم حق میں

ثابت ہوئے اور ساتھ اس تجلی نفس رحمانی کے ظہور میں آئے اور نفس رحمانی سے مراد ظہور حق صور ممکنات میں ہے۔ اور یہی تجلی ہے کہ افاضہ وجود جمیع موجودات پر کرتی ہے۔ اور پہلا مرتبہ کہ جس نے اس فیض کو قبول کیا تعین اول ہے۔ اِسی لئے فرمایا۔ ۵

نفس رحمانی

چو قافِ قدرتش دم بر قلم زد
ہزاراں نقش بر لوح عدم زد

یعنے ارادۂ الٰہی و قدرت نامتناہی نے ساتھ نفس رحمانی کے جب ایجاد تعین اول کا کیا کہ قلم اسی سے مراد ہے ہزاراں نقش یعنے نقوش اعیان موجودات غیر متناہیہ روحانی و جسمانی کو صفحۂ عدم پر لکھا۔ اور اس عدم سے مراد عدم اضافی ہے۔ کیونکہ اعیان ثابتہ بہ نسبت وجود خارجی کے عدم کہلاتے ہیں۔ اور مراد اس سے کہ نقوش کثرت جو منتقش لوح عدم پر ہے۔ نہ یہ ہے کہ عدم ظرف اعیان ہوا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اعیان ثابتہ جس حالت میں کہ علم حق میں ہے متصف عدم خارجی سے ہے۔ پس گویا کہ عدم ثابت ہے۔ اور ساتھ قاف قدرت کے کہ پہلا حرف قدر کا ہے اشارہ ہے اس بات کا کہ اول مقدور کہ قدرت ساتھ اس کے متعلق ہوئی تعین اول ہے جسے قلم کہتے ہیں۔

ننرار

از آں دم گشت پیدا ہر دو عالم
وزاں دم شد ہویدا جانِ آدم

یعنے اوس نفس رحمانی سے غیب و شہادت ساتھ تجلی شہودی حق کے ظہور پائی۔ اس ظہور حق کو۔ صورِ مظاہر کونیہ میں نفس رحمانی کہتے ہیں۔ نفس انسانی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ جس طرح کہ نفس انسان یعنے اوس کا دم خالص ہوا ہے اور جب مخارج حروف کو پہنچتا ہے متلبس صورِ حروف کے ہوتا ہے۔ اسی طرح ذات احدیت کہ منزہ کثرت سے ہے جب آئینہ مظاہر امکانیہ میں تجلی کرتی ہے بسبب اظہار اسما و صفات کے ساتھ لباس کثرت کے متلبس ہوتی ہے۔ اور اسی تجلی ظہوری سے کہ مراد نفس رحمانی سے ہے جان اور حقیقت آدم کہ جامع جمیع کمالاتِ وجوبی و امکانی ہے ہویدا و ظاہر ہے۔ ۵

در آں دم شد پدید آں عقل و تمیز
کہ تا دانست ازاں اصل ہمہ چیز

جبکہ آدم مجلائے ذات و آئینہ جمیع اسما و صفات الہی تھے البتہ عقل ممیز کہ مستلزم معرفت تامہ تھی نشأۃ ظہور میں آئی۔ کیونکہ ایجاد موجودات سے مقصود معرفت الہی ہے۔ جسطرح حدیث قدسی میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے حضرت عزت سے سوال کیا کہ تو نے خلق کو کس لئے پیدا کیا۔ وحی آئی

کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف قران مجید میں بھی۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن مذکور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لیعبدون کا معنی لیعرفون فرماتے ہیں اور نہایت صحیح و درست ہے اس لئے کہ عبادت سے مراد عرفان ہے یعنے علت غائی تخلیق آدم کی عرفان و شناخت معبود حقیقی ہے اور وہ منحصر ہے علم ربوبیت اور علم عبودیت پر۔ اس میں یہ بھی ایک نکتہ ہے کہ عرفان کے دو طریقہ ہیں۔ پہلا استدلال کہ علماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرا اصفائی باطن کہ خلاصہ عرفان ہے۔ اور یہ معرفت کشفی و شہودی میسر نہیں ہوتی مگر بہ سبب طاعت قلبی و قالبی و نفسی و روحی و سری و خفی کے پس سبب کا ذکر کرکے مسبب کا ارادہ فرمایا۔ تا یقینی طور سے جانیں کہ غرض ایجاد سے معرفت شہودی ہے کہ بسبب عبادت کے حاصل ہوتی ہے نہ کہ استدلالی۔ **مثنوی**۔

پائے استدلالیاں چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکیں بود

اور مقتضائے حکمت بالغۂ الٰہی بسبب اظہار اسماء و صفات نامتناہی کے وہ تھا کہ انشائے مراتب کلیہ و ایجاد مظاہر جزئیہ غیر متناہیہ کرے تا ہر ایک اس مراتب کلیہ وجزئیہ الٰہی سے معلوم ہووے اور سلطنت اس اسم کے کہ رب وحدہ اس مرتبہ کا ہے اس مظاہر میں بہ تمام و کمال ظہور پائے۔ اور مجموعہ اسماء

ساتھ نفس رحمانی کے کرب کموں سے ساتھ آرام بروز کے آرام
پاوین جسطرح آرام لینا انسان کا ساتھ دم لینے کے اور جمیع کمالات
کہ مرتبہ جمع میں مجمل ہے مقام کثرت و فرق میں مفصل ہوں۔ اور
یہ بات مسلم ہے کہ جس کو علم و صفت سے کچھ بہرہ نہیں ہوتا ہے
وہ نہیں جانتا کہ کوئی دوسرا شخص بھی یہ صفت رکھتا ہے۔ اور
تمامی موجودات کہ مظاہر اسمار الہٰی ہیں ہر ایک مظہر ایک اسم
کا اسمار الہٰی میں سے ہے۔ جسطرح ملائکہ نے فرمایا کہ نَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اور شیطان نے کہا کہ بِعِزَّتِكَ
لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ۔ اور تمام اسما و صفات کا مظہر سوائے انسان
کے کوئی نہیں ہے۔ اسی لئے عبادت و معرفت تامہ سوائے
انسان کامل کے دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔ اسی لئے فرمایا
کہ در آدم شد ہمہ الخ جبکہ آدم کہ انسان کامل ہے مظہر جمیع اسماء
وصفات کا تھا یہ عقل و تمیز کہ لازم جامعیت سے اسی میں
اس کا ظہور ہوا۔ اسی سے تمام اشیاء کے اصل کو پایا۔ کیونکہ
اپنے رب کا کہ اللہ ہے عارف ہو کر عارف جمیع اسما کا ہوا۔ اس لئے
کہ مجموع اسما تحت اسم کلی اللہ کے مندرج ہے مثل مندرج
ہونے جزئیات کے کلیات کی تحت میں۔ چنانچہ کلام قدیم میں
ارشاد ہے ءَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ
تو گویا کہ مظہر ذات و صفات سبحانی ؛

بہمہ صورت و معنی تو عرش رحمانی

کتاب جامع آیات کائنات توئی

ازآنکہ نسخہ لاریب سر یزدانی

تراست باہمہ انسی ازانکہ توئی

ازیں سبب تو مسمی باسم انسانی

اگر کہ بکمال حقیقت برسی

ز خویشتن شنوی آں صدائے سبحانی

چو خود را دید یک شخص معین
تفکر کرد تا خود چیستم من

جاننا چاہئے کہ ہر عین کو اعیان موجودہ سے دو اعتبار ہے ایک از روئے حقیقت اور یہ مراد ہے ظہور حق سے صورت ممکنات میں اور اسی کو تجلی شہودی کہتے ہیں۔ دوم از روئے تعین و تشخص کے اور اسی اعتبار سے اشیاء کو خلق و ممکن نام رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے جمیع نقائص ممکنات کے طرف منسوب کرتے ہیں۔

از رو صورت نماید غیر دوست	چون نظر کردی بمعنی جملہ اوست

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ اشارہ اعتبار دوم کے جانب ہے۔ اور مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اشارہ اعتبار اول کے طرف ہے

کوزہ چون بشکست نی گردی سفال

چوں سفالش خاک شد بنگر تو حال

اور تعین اشیاکہ امر اعتباری ہے پردہ جمال اسی جمیل مطلق کا
ہے کہ آئینوں میں مظاہر موجودات کے جلوہ دکھا رہا ہے۔
اور جب درمیان میں دو چیزوں کے مناسبت نہو تو معرفت
متصور نہ ہو سکیگی۔ اور جبکہ معروف حق تعالے ہے جو واحد
بالذات وکثیر الصفات ہے۔ مقتضائے حکمت الٰہی یہ ہوئی
کہ موافق خلق اللہ آدم علی صورتہ انسان بھی کہ عارف حقیقی
ہے شخص میں واحد اور کثیر الصفات و افعال و قوی ہووے تا
بسبب جامعیت کے معرفت کاملہ جو کہ غایت ایجاد ممکنات ہے
اسکو حاصل ہو۔ اور وہ جو عبارت میں عرفا کے الکثرۃ بین الوحدتین
مذکور ہے۔ اشارہ ساتھ وحدت حقیقی حق اور وحدت شخصی انسانی کے ہے
اور یہ پہلی چیز جو مدرک انسان ہوتی ہے۔ تعین تشخصی اسی کا ہے
جو کہ نہایت تنزلات نصف نزولی دائرہ وجود کا ہے۔ اور
بدایت نصف عروجی اور مرتبہ انسان کو مطلع الفجر کہتے ہیں۔
اسطرح کہ ابتداے مراتب موجودات سے مرتبہ انسانی تک
کہ نہایت کثرت ہے سیر دریا جانب قطرہ ہے۔ اور مرتبہ
انسانی سے تا مقام احدیت سیر قطرہ سوے دریا ہے۔ اور
جبکہ یہ سیر رجوعی و عروجی مرتبہ انسانی ہے اور بے وسیلہ تفکر کے
(حرکت معنوی کثرت سے وحدت کے طرف اور صورت سے

معنی کے جانب ہے) یہ سیر میسر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے فرمایا
مصرع کہ خود را دید یک شخص معین۔ یعنے ساتھ تعین خاص کے
کہ تمامی حقایق و کمالات کونیہ و الٰہیہ ہے بحکم اتحاد مظہر و ظاہر
کے اوس تعین میں مندرج ہے ع

تفکر کرد تا خود چیستم من ٭

یعنے خود کے تعین کو کہ منسوب ساتھ امکان کے ہے وسیلہ
اور مقدمہ شناخت کا واجب تعالےٰ کے گردانا۔ بسبب مشابہت
کے از روے جامعیت کے اس لئے کہ اِنَّ الاَشیَاءَ تَتَبَیَّنُ
بِاَضدَادِھَا جاننا چاہیے کہ تفکر و سیر و سلوک کہ سالکان موحد
کہتے ہیں کہ سیر کشفی عیانی سے مراد ہے نہ استدلالی سے کہ ترتیب
مقدمات معلومہ سے ہووے۔ جس سے مجہول حاصل ہووے۔
اس لئے کہ معرفت استدلالی بہ نسبت معرفت کشفی کے مثل جہل کے ہے
لَیسَ الخَبَرُ کَالمُعَایَنَۃِ منزل احدیت جو مراتب امکانیہ میں
واسطے اظہار احکام اسما و صفات کے ہووے۔ اوسے
سیر مطلق مقیدمیں۔ اور سیر کلی جزوی میں کہتے ہیں۔ اور یہ
سیر ظہوری۔ و انبساطی ہے۔ لیکن سیر عروجی کہ عکس سیر
نزولی ہے۔ اور نشأت انسانی مبدا۔ اوس سیر عروجی کا ہے
اور نہایت اوس سیر کی وصول انسان ہے ساتھ نقطۂ
اول کے جو کہ احدیت ہے اوسکو سیر مقید بجانب مطلق اور

اور سیر جزوی بسوئے کلی کہتے ہیں اور یہی سیر شعوری و انقباضی ہے۔ اور حقیقت میں یہ سیر مستلزم معرفت کشفی و شہودی ہے، اس لئے فرمایا۔ ؎

ز جزوی سوئے کلی یک سفر کرد
وز انجا باز بر عالم گذر کرد

جب وجود احد مطلق نے مراتب تنزلات میں تجلی فرمائی اور متعین ساتھ تعین کے ہوا تو اس مقید کو جزوی اور مطلق کو کلی بولتے ہیں۔ اور مقید جزوی بسبب تقید کے کلی سے محجوب ہے اور اس سفر کو جو سیر و سلوک مقید بجانب مطلق ہے سیر الی اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ سوائے انسان کامل کے دوسرے کو میسر نہیں ہے اور کیفیت اس سیر کی یہ ہے کہ طالب صادق حسب ارشاد مرشد کامل تصفیہ باطن میں مشغول ہووے۔ اور ہمیشہ ذکر اور مبدا کی طرف توجہ اور نفی خطرات میں مشغول رہے۔ دل و سر کو غیر حق سے خالی کرے۔ اور جب دل سالک ذکر و توجہ سے مصقلہ پائے اور مصفیٰ ہووے انوار الٰہی تعالےٰ شانہ ظاہر و باطن میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور اوس نور کی قوت اور جذبہ کی طاقت سے سالک اس تقید سے عبور کرتا ہے اور ہر مرتبہ میں سالک کو مکاشفات

حالات پیدا ہوتے ہیں کہ اون علامات کو صاحب حال پہچانتا ہے اور اوس کی شرح دراز ہے۔ اور ایسی ہی حالت وقت میں سالک جسد مثالی سے صحرا و دریا میں سیر وطیر کرتا ہے اور بہت سے غرایب مشاہدہ کرتا ہے۔ پہلے جسطرح صفات بشری وحیوانی ونباتی وعنصری سے گذرا تھا۔ اب صفات ملکی وفلکی سے بھی عبور کرتا ہے۔ اور پھر عرش وکرسی سے گذر کر اجسام۔ وجسمانیات سے جدا ہو کر علم مجرد ہو جاتا ہے۔ اوسوقت حضرت جل جلالہ بے کیف وبے جہت سالک پر تجلی فرماتا ہے اور سالک اوس انوار تجلی ذاتی احدی میں فانی ومضمحل ہو جاتا ہے۔ اور فنا فی اللہ کہ کمل اولیا کو حاصل ہوتی ہے اوسی حالت کا نام ہے۔ ۵

ہیچ کس را تا نگردد او فنا	نیست ره در بارگاه کبریا
سالکان دانند در میدان درد	تا فنای عشق با مردان چه کرد

بعد فنا کے سالک اپنی ہستی موہوم سے باقی باللہ ہوتا ہے چنانچہ آیا ہے کہ مَن قَتَلتُهُ فَعَلَيَّ دِيَتُهُ وَمَن عَلَيَّ دِيَتُهُ فَأَنَا دِيَتُهُ اور اوس بقا میں تمام کمالات حقیقت انسانی ظاہر ہو کر مظہر جمیع اسماء وصفات الٰہی ہوتا ہے۔ اور اوس حال میں معرفت کشفی وعیانی پوری طور سے حاصل ہوتی ہے۔ قولہ۔

ز جزوی سوئے کلی یک سفر کرد

یعنے تعین آدم نے جزوی ہے بصورت کلی کہ واحد مطلق ہے ایک سفر کیا۔ یعنے مقام احدیت تک پہونچا۔ پھر عالم پہ گذر کیا۔ یعنے مرتبہ جزویت و تقید کے جانب گذر کیا یعنے یہ با قید کے طرف جس میں عارف پر یہ تعین تعینات سے خاص صفت پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور کثرت بسبب کثرت صفات کے ہے تکثر صفات سے تکثر ذات واحد لازم نہیں آتی۔ ھ

جہاں را دید امر اعتباری
چو واحد گشتہ در اعداد ساری

عارف تمام کثرتوں کو وجود واحد سے قائم دیکھتا ہے۔ اور اوسے خوب معلوم ہو گیا ہے کہ وجود حقیقی سوائے ایک کے دوسرا نہیں ہے اور قید و اطلاق وغیرہ یہ سب اوس حقیقت کے اعتبارات ہیں اور سریان وجود واحد مطلق کا کثرات کونیہ میں اسطرح ہے جسطرح سریان واحد اعداد میں ہے۔ کیونکہ کثرت مراتب اعداد حقیقت میں سوائے تکرار واحد کے نہیں ہے۔ ھ

من ندانم کہ اندریں چہ حکمت است | کہ دو۔ در اصل خود دو بار یکیست

جہاں خلق و امر از یک نفس شد
کہ ہم آندم کہ آمد باز پس شد

عالم خلق وہ عالم ہے کہ موجود ساتھ مادہ و مدت کے ہووے مثل افلاک و عناصر و موالید کے۔ اسکو عالم خلق و ملک و شہادت کہتے ہیں۔ اور عالم امر وہ عالم ہے جو بے مادہ و مدت ہووے مثل ملائکہ و ارواح کے اور اوس کو عالم امر و ملکوت و غیب کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں عالم ایک نفس رحمانی سے کہ مراد تجلی حق سے ہے مجالی کثرت میں ظہور پایا ہے۔

قولہ۔ کہ ہم آندم الخ۔ یعنے وہی نفس رحمانی کہ افاضہ وجود عام موجودات ممکنہ پر ساتھ سیر نزولی کے فرمایا۔ یہانتک کہ نہایت مرتبۂ تنزلات میں کہ مرتبۂ انسانی ہے۔ پہونچا پھر وہی نفس ساتھ سیر رجوعی کے کہ سیر اول کے برعکس ہے پلٹا یعنے قیود کثرت کو چھوڑ کے نقطۂ آخر اول کو پہونچا۔ اگرچہ مراتب تجلیات ظہوری حضرت الٰہی بطور صورت دایرہ ہے مقام احدیت سے مرتبۂ انسانی تک قوس نزولی۔ اور مرتبۂ انسانی سے مرتبۂ مقام احدیت ذات تک قوس عروجی سے مراد ہے لیکن جب سالک مقام کشف و شہود کو پہونچتا ہے دیکھتا ہے کہ ایک ذات و ایک حقیقت ہر لحظہ ایک طور اور ایک شان سے ظاہر ہوتی ہے۔

ولے اینجا یگہ آمد شدن نیست
شدن چون بنگری جز آمدن نیست

یعنے ثابت ہوا کہ سوائے وجود واحد مطلق حقیقی کے دوسرا کوئی وجود نہیں ہے اور وجود اشیا سے مراد تجلی حق بصورت اشیا ہے جسطرح کثرت مراتب امور اعدادی اعتباری ہیں۔ اس کا آمد و شد بھی ایک امر ہے کہ سالک کو مراتب موجودات کی نسبت ساتھ ایک دوسرے کے لحاظ کرتے ہوتا ہے کہ فی الواقع آمد و شد نہیں ہے بلکہ بہ تجدد فیض رحمانی سے تعینات اکوانی کو نمود ہے۔ اور اگر آمد و شد حقیقی ہوتی تو چاہیے تھا کہ سیر نزولی میں جب ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف تنزل کرتا تو مرتبہ اول بکلی منعدم ہو جاتا۔ اور سیر عروجی میں جو مرتبہ انسانی سے مقام اطلاق تک تمام موجودات منعدم ہو جاتے۔ کیونکہ قیود کثرت سے معرا ہو گیا تھا۔ اور حال یہ ہے کہ اشیا وہی نمود ہستی کہ رکھتے تھے اسیطرح رکھتے ہیں۔ ؎ از وجہ تعین ہمہ غیر اند نہ عین اند

وز وجہ حقیقت ہمہ عین اند نہ غیر اند

اس سے معلوم ہوا کہ آمد و شد تجدد تجلیات رحمانی سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ جلا ظہور ذاتی لذاتہ فی ذاتہ ہے اور استجلا ظہور ذاتی لذاتہ فی تعیناتہ ہے۔ لازم ذات احدی ہے۔ اسی لئے فیض تجلی روحانی علی الدوام موجودات پر فائض ہے۔ اور اشیا آناً فاناً مقتضائے امکانیہ ذاتی